خاندانی نظام میں پائی جانے والی افتراق وانتشار کے اسباب اور ان کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

The causes of the differences and disparities in the family system and their solution in the light of Islamic teachings

Muhammad Aslam
PhD Scholar, Islamic Studies, University of Okara, Punjab, Pakistan
aslamazad173@gmail.com
Ali Imran
PhD Scholar, Islamic Studies, University of Okara, Punjab, Pakistan
aliimranjfs888@gmail.com

Abstract

This research paper aims to examine the causes of differences in the family system and their solutions in the light of Islamic teachings and to describe the various aspects arising out of it in a research manner. A review of literature has revealed that Islam is the closest religion to nature and has a complete code of life, its universal teachings are the guarantor of prosperity. The Qur'an is the ultimate source of the Semitic book, which is the source of worldly and otherworldly success. It is a beacon of light that will illuminate every corner of life until the Day of Judgment. The word of God was revealed to the pure heart of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) at the end of time. The book of light and Prophet are the source of true guidance. The aesthetic commentary of the Prophet says two things. That I have been sent as a teacher. This is a subtle and eloquent reference to the fact that it is impossible to reach the teachings of the Qur'an without the Holy Prophet. The Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) praised the group of worshipers and preferred to sit in jurisprudence the causes of division and their solution will be understandable in the light of Islamic teachings.

Keywords: *differences, disparities, family system, solution, Islamic teachings, Scriptures.*

تعارف:

دین اسلام فطرت کے اقرب ترین ہے اور اکمل نظام حیات (complete code of life) ہے، اس کی آفاقی تعلیمات فلاح کی ضامن ہیں۔ قرآن کتب سماویہ کا آخری سرچشمہ ہے جو دنیوی اور اخروی کامرانی کو مستلزم ہے۔ یہ ایک ایسا مینارہ نور ہے جو قیامت تک زندگی کے ہر ہر گوشے کو منور کرتا رہے گا۔ کلام الٰہی نبی آخر الزماں ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوا، بر زبان رحمت جاری ہوا اور آپکی حیات مبارکہ عملی تفسیر ہے، اس لیے جان رحمت ﷺ کو قرآن ناطق بھی کہا جاتا ہے۔ کتاب منزل اور نبی برحق ہدایت کا منبع ہیں۔

جمالیاتی تفسیر نبی دوجہاں فرماتے ہیں۔ کہ مجھے استاد بنا کر بھیجا گیا ہے۔ یہ ابھی اس حقیقت کی طرف لطیف اور بلیغ اشارہ ہے تعلیمات قرآن تک پہنچنا حضور ﷺ کے بغیر احاطہ امکان سے باہر ہے۔ حضور ﷺ نے عبادت گزار گروہ کی تحسین کی اور فقہا میں بیٹھنے کو ترجیح دی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطت کرتے ہوئے فرمایا۔

"ایک فقیہ ابلیس پر ہزار عابد کی نسبت بھاری ہے۔"[1]

اسلام نے فرد سے خاندان اور خاندان سے معاشرہ وملت کی اصلاح کے لیے روشن اصول، اسوہ کاملہ عطا فرمایا، اور ہر دور میں معاشرہ میں پائی جانے والی خرابیوں کا محاکمہ علمائے ربانیین نے کیا۔ اور خرابیوں وخرافات کا ذکر بھی فرمایا چونکہ قرآن میں تبلیغ کا یہ انداز بھی اختیار کیا کہ قوموں میں پائی جانے والی خرابیوں کا ذکر بھی کیا نقد و تنقید بھی فرمائی اور اصلاحی تجاویز مواعظت کی شکل میں راہنمائی کی تو اسی سلسلہ کی ایک کڑی خاندان میں پائے جانے والے افتراق و انتشار اور ان کے اسباب اور ان کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل اس مضمون کا عنوان ہے۔ مثلاً خاندانوں میں پائی جانے والی برائیاں، قطع تعلقی، معاشرتی بے راہ روی، مغربی فکر کی تقلید، عصبیت ولسانیت پرستی، بدگمانی وبدگوئی، حسد وکینہ، دوسروں کی کمزوریوں کو اچھالنا، بلیک میل کرنا، ماتحت افراد کے حقوق کی پامالی، اخلاق رزیلہ جیسی غیر

اسلامی حرکات وسکنات کا محاکمہ کرنااور ان برائیوں سے خاندانوں کو بچانے کے لیے اسلامی اصلاحی تجاویز اور حل پیش کرنا مقصد ہے۔

خاندان کا مفہوم:

i قرآن پاک میں ارشادربانی ہے کہ لوگو!ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے ایک جان سے تم کو تخلیق فرمایااور پھر جوڑا کیااور پھر ان دونوں سے بکثرت مر دوزن پیدا کیئے. "

کسی بھی معاشرہ میں انسان اکیلازندگی نہیں گزار سکتا اس لیے کہ انسانی حاجات متعدی ہیں۔اس لیے ایک دوسرے کیساتھ رہنانسبتاً تنہار ہنے سے آسان اور نفع بخش ہے انسان کے ایک دوسرے سے تعلقات بنتے ہیں بندہ اپنا گھر بناتا بھی ہے اور بساتا بھی،گھر مل کر محلہ اور پھر بستی وشہر کا تصور ابھر تا ہے اس لیے خاندان منظم ہوتے ہیں اور عمرانی نظام مستحکم ہوتا ہے اور یہی خاندان اور معاشرہ ہے۔

- پہلی قسم:اقسام خاندان :انسان کئی طرح کے خاندانوں میں منقسم ہے اور ہر گروہ یاخاندان انسان کی زندگی کو باوقار اور پر رونق بناتا ہے پہلی قسم اکثر انسان اپنے نسبی کو خاندان سمجھتاہے اور دکھ سکھ میں ان کے ساتھ وقت بیتانا ذمہ داری خیال کرتا ہے اور اسلام نے بھی اس افراد کے گروہ کو کنبہ اور خاندان کہا ہے اور ان سے مربوط رہنے کی تلقین ہی نہیں فرمائی بلکہ اس سے الگ ہونے پر وعیدات اور جڑنے پر برکات کا اعلان بھی فرمایاہے۔
- دوسری قسم:یہ قسم انسان کے وہ قرب مکانی کا گروہ ہے جن کو ہمسایہ کہا جاتا ہے ہمسایہ بھی ایک طرز خاص کا کنبہ ہے اسلام نے ان کے حقوق کو پامال کرنے پر وعید فرمائی بلکہ ان کو اذیت دینانار دوزخ کا سبب ہوسکتی ہے۔ان کے ساتھ احساس اور بھلائی کرنا ایک نہایت اہم ذمہ داری ہے۔
- تیسری قسم:یہ گروہ احباب کا ہوتا ہے جن سے انسان بچپن سے لے کر جوانی اور پھر بڑھاپے تک ان کی تعداد بڑھتی اور کم ہوتی رہتی ہے۔اس گروہ کے ساتھ بیٹھنا، کھانا، پینا، اور وقت گزارنا طبیعت کی فرحت کا

سامان کرتا ہے۔ اور ایسے وقت کی انسان کو خواہش رہتی ہے۔ محفل میں انسان مصائب اور تکالیف بھول جاتا ہے یہ بھی ایک حسین خاندان ہے جو چند افراد سے ملکر بنتا ہے جن کو دوست یا احباب کہا جاتا ہے۔

- چوتھی قسم: اس قسم میں وہ افراد شامل ہوتے ہیں جن کیساتھ تعلق معیشت کا ہوتا ہے لوگ ملکر کسی جگہ کام کرتے ہیں پیسہ کماتے ہیں اور اپنے حصے کی محنت کرتے ہیں اور مخصوص وقت پر کام کرتے ہیں۔ ان کو کاروباری دوست، پاٹنر، شریک، حصہ دار، گاہک یا خریدار، مالک اور ملازم یا ملکر کام کرنے والے افراد کا گروہ کہا جاتا ہے۔ یہ بھی نہایت حسین گروہ ہے جن کی ضرورتیں ایک دوسرے سے ملی ہوتی ہیں۔

ان تمام اقسام کے گروہوں کو مختلف خاندان کہا جا سکتا ہے۔ یہ وہ گروہ ہیں جو ایک فرد سے منسلک ہیں۔ مگر سب سے مضبوط خاندان وہی ہے جو ایک مرد اور عورت سے ملکر بنتا ہے اور پھر ان سب گروہوں سے پنپتا ہے اور یہاں انہی کی ذمہ داریاں ذکر کی گئی ہیں۔

خاندان میں انسان ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ اور مشکلات میں ایک دوسرے کے کام آتا ہے۔ مرد و عورت دونوں مل کر اولاد کی تربیت کرتے ہیں۔ والدین اور بہن بھائیوں کے حقوق و فرائض کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس طرح اکٹھے رہنے سے آپس میں پیار محبت قائم رہتا ہے جب گھر کے افراد ایک دوسرے کے دکھ سکھ بانٹ لیتے ہیں تو اس خاندانی نظام سے بچوں کو تنہائی کا احساس نہیں ہوتا اور وہ والدین اور دادا دادی کی سنگت میں رشتوں کی اہمیت کو سمجھنے لگتے ہیں۔

ii خاندانی نظام میں عورت کی حیثیت: خاندانی نظام میں عورت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ عورت کی ذمہ داری اندرون خانہ اور مرد کی بیرون خانہ ہے۔ جنکی بدولت نشو و نما اور پرورش کے لیے موزوں ہے۔ عورت نسل کو پروان چڑھاتی ہے۔ لہذا اس کی تھوڑی سی لاپرواہی اور عدم توجہی ساری قوم کو خسارہ میں جھونک سکتی ہے۔۔ خاتون خانہ خاندانی نظام کی بنیاد رکھتی ہے لہذا ماں اور بیوی کی حیثیت سے تمکنت اور وقار کے ساتھ اپنی عزت و سیادت کے حیثیت سے تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے اس پر کئی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ جس میں شوہر کے حقوق پورے کرنا، اس کی

اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور ہر قسم کے مصائب و مشکلات میں اسکا ساتھی بنناہے۔ بطور ماں اسے اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کرناہوتی ہے تاکہ اسلامی معاشرہ ترقی کی راہوں پہ گامزن ہو۔ جیسے مصائب ومشکلات میں حضرت خدیجہ نے حضور ﷺ کی مدد کی۔ جب آپ (رضی) کی حضور ﷺ سے شادی ہوئی تو آپ (رضی) نے اپنی ساری دولت آپ کے قدموں پہ نچھاور کر دی[2]

iii خاندانی نظام میں مرد کی حیثیت: اسلام میں کفالت یعنی بیوی اور بچوں کا نان ونفقہ کا ذمہ دار مرد کو ٹھہرایا گیاہے۔ قرآن پاک میں ہے

"مردوں کو عورتوں پر نگران بنایا اوہ ان پر خرچ کرتے ہیں اور وجہ مردوں کو فضیلت بخشی"

گھر کے باہر کی ذمہ داری مرد پر ہے۔ مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کے حقوق کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے ساتھ محبت ومودت کا رشتہ رکھے اور بیوی کے ساتھ مل کر اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم وتربیت دے کسی بھی طرح کے مصآئب ومشکلات کے باعث اسے نظر انداز نہ کرے۔

مردوں کو خواتین پر فوقیت خرچ کی بناپر دی گئی ہے جب مرد کما کر اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہیں تو اپنی اس برتری کو قائم بھی رکھ پاتے ہیں جبکہ اگر معاشرہ میں غور کریں تو کہیں ناچاکی کی وجہ بھی یہ ہوتی ہے کہ اس گھر کے فرد کام نہیں کرتے بلکہ خواتین گھر کا نظام چلارہی ہوتی ہے۔جب مرد کما کر خرچ کریں گے تو اپنی برتری بھی قائم رکھ پائیں گے۔

خاندانی نظام کی اصلاح میں عورت کی ذمہ داریاں:

خاندانی نظام میں عورت وہ بنیادی کڑی ہے جس کے بغیر خاندان کا تصور نہ ممکن ہے۔ لیکن اس نظام کو قائم رکھنے میں عورت کو بنیادی طور پر شوہر کی اطاعت کی بجاآوری کا حکم دیا گیا

1. "یہ قرآنی اصول اور طریقہ ہے کہ نظام کے بہتر چلنے کے لیے ضروری ہے کہ حاکم ہو اور دوسرے کچھ افراد اس کی اطاعت کریں کیونکہ جب برابر کے دو افراد ہوں گے تو اطاعت کون کرے گا اس لیے فرمایا مرد گھر کا حاکم ہے اور عورت نے اطاعت بجالاناہے۔ اگر میں کسی کو

کسی کے سامنے سجدہ کو جائز کہتا تو عورت خاوند کو سجدہ کرتی۔ اگر آدمی کہے کہ سرخ اور سیاہ پہاڑ پر منتقل ہو جا تو فرمانبرداری کرے۔"[3]

اس حدیث مبارکہ کے تحت عورت کو مامور کیا گیا کہ وہ ہر چیز سے بڑھ کر اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس کے ساتھ خاندانی اور انفرادی گھریلوں نظام افراط و تفریط سے منزہ ہو جائے گا اور امن وآشتی کے ساتھ گھریلوں زندگی جنت نظیر ہو سکتی ہے بلکہ عورت کے لیے شوہر کی فرمانبرداری کو نفلی عبادات پر بھی فوقیت حاصل ہے۔ حتی کہ حصول جنت کا سبب بن جاتی ہے۔

i "عورت کو جائز نہیں کہ شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے "[4]

اور مزید نبی رحمت ﷺ نے فرمایا شوہر کی خوشی بخشش کا ذریعہ ہے۔

ii "جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو وہ جنتی ہے۔"[5]

اللہ تعالیٰ نے خواتین کو یہ حق بھی عطا فرمایا کہ وہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہے اور اپنے عزت و ناموس کو لوگوں کی ناپاک نظروں سے محفوظ رکھیں۔ تو ارشاد فرمایا

iii "اور اپنے گھروں میں سکون سے قیام پذیر رہنا اور پرانی جاہلیت کی طرح زیب وزینت کا اظہار مت کرنا"

اس آیت مبارکہ میں اسلام نے عورت کو وہ مقام عطا فرمایا جو دنیا کے کسی مذہب نے اتنا احترام دینے کا کبھی سوچا ہی نہیں۔ کہ عورت گھر کی مالکن بن کر اپنے گھر میں رہے اور لوگوں کی ناپاک نظروں سے بچ سکیں۔ قبل از اسلام جو خرابیاں خواتین میں موجود تھیں ان کا خاتمہ کیا اور فرمایا کہ اپنی زیبائش اغیار اور نامحرم افراد پر ظاہر نہ کرو اس لیے کہ یہ طریقہ جاہلیت کا ہے لہذا اس سے بچنا چاہیے۔

iv عورت کی اہم ذمہ داریوں میں تربیت اولاد خاندانی اصلاح کا جزاکبر ہے کہ عورت کی ذمہ داری ہے کہ جب اولاد اس کے بطن میں ہو تو تب سے اس کی تربیت شروع کرے کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟ کہ عورت جب حاملہ ہوتی ہے تو اس کو ماہواری کا خون جو کہ ناپاک ہے نہیں آتا اس میں

یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ اس کے بطن میں ایک انسانی امانت آگئی ہے لہذا کوئی لمحہ اس کا ناپاکی کے ساتھ نہ گزرے تاکہ ناپاکی کے ہوتے ہوئے بے اطمینانی والا خیال بھی اسے نہ گزرے کہ یہ عورت کی تربیت کا پہلا قدم ہے۔ اور جب بچہ گود میں آجائے تو پھر جیسے ماں اسے کھانا، پینا، بولنا ، چلنا، پھرنا، سیکھاتی ہے بعینہ اسے آداب واخلاق سیکھانا بھی ماں کی ذمہ داری ہے اس لیے تو ماں کی گود کو پہلی درس گاہ کہا جاتا ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیا کہ جو مائیں اپنے بچوں کو کھانے پینے کے آداب سکھاتی ہیں وہ بچے سلیقہ مند ہوتے ہیں نسبتا ان بچوں کے کہ جن ماؤں کے پاس تربیت اولاد کے لیے وقت ہی نہیں ہوتا حالانکہ سب سے بڑا اثاثہ اور دولت اولاد ہے جو صدقہ جاریہ بھی بن جاتی ہے اگر ان کی تربیت اچھی کی ہو مگر افسوس صدہا افسوس کی بجائے کاغذ کے ٹکڑے (اسناد) حاصل کرنے کی دوڑ زیادہ ہے اور معاشرہ میں اچھے نفع بخش افراد کے قحط کا سبب بھی یہی ہے۔

v شوہر کے مال اور عزت کی حفاظت بھی عورت کے ذمہ ہے کہ جن کو شوہر کو پسند نہ کرے کہ وہ اس کے گھر میں آئیں ان کو نہ آنے دے اور اپنی عزت کی حفاظت بھی کرے۔ اس کے طرف اللہ تعالیٰ کا کلام اشارہ فرماتا ہے کہ

vi "نیکی کرنے والیاں فرمانبر داری کرنے والیاں، غیب میں حفاظت کرنے والیاں جیسے اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی۔"[6]

اس آیت مبارکہ میں عورت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ عورت شوہر کی فرمانبر داری بھی کرے اور اپنی عزت جو در حقیقت شوہر کی عزت ہے کی حفاظت کرے یہ مرد کی عورت کے پاس امانت ہے۔

لیکن جس ماحول میں خواتین "میرا جسم میری مرضی" کے غلیظ نعروں اور اسلام دشمن انجیوز کی آلہ کار بن جائیں پھر شوہر کی اطاعت اور بچوں کی پرورش کو بوجھ سمجھیں اور گھر کی زندگی ان کو قید لگنے لگے تو پھر اس معاشرہ سے حیاء کا جنازہ جلد نکل جاتا ہے اور ایسے والدین حقوق والدین سے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور معاشرہ کی بے اطمینانی کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے۔

vii خاندان کو افتراق سے بچانا بھی عورت کی ذمہ داری ہے کہ جیسے عورت اپنے والدین کے لیے فکر مند ہوتی ہے اگر یہی سوچ اپنی ساس اور سسر کیلئے بھی خیال کر لے تو شاید کبھی بھی عورت کا احترام اپنے سسرال میں کم نہ ہو۔ کیونکہ عورت کو ہر حال میں اپنے شوہر کو خوش رکھنا ہے تو جب شوہر کی خوشی اس کے والدین کی خدمت میں ہے تو عورت اپنا وقار ساس، سسر سے حسن سلوک کر کے بلند کر سکتی ہے۔ عورت کی ذمہ داری میں ہے کہ وہ اپنے شوہر کے سکون کا باعث بنے اور کبھی بھی بے اطمینانی ،نافرمانی اور شوہر کیلئے اذیت کا سبب نہ بنے۔

viii "اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو بلائے تو اس کے لیے آنا واجب ہے"[7]

شوہر کی ذمہ داریاں:

خاندانی نظام میں مرد کو کفالت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

"مرد اپنی عورتوں پر نگہبان ہیں۔"[8]

مردوں کو عورتوں پر نگران مقرر کیا اور فضیلت بخشی کہ وہ خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں مرد کو گھر سے باہر کی ذمہ داری، نان ونفقہ اور نگرانی سونپی گئی ہے۔ اور انسان کو جو گھر کا نگران بنایا تو اس سے متعلق اس کی باز پرس بھی ہو گئی۔

i آدمی اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے"[9]

کہ جس طرح اس سے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا تو مرد کی ذمہ داریوں میں صرف نان ونفقہ ہی نہیں بلکہ ماتحت افراد کے ولائیت نکاح بھی ہے کہ اپنی اولاد کے نکاح کروانا بھی گھر کے سرپرست کی ذمہ داری ہے۔ تاکہ معاشرہ کو پاکیزہ فطرت افراد دیے جائیں کہ جن کے ذریعے معاشرہ گناہ آلود ماحول سے بچ سکے۔

ii "کنواری لڑکی سے اجازت نکاح لی جائے اور خاموشی کو اس کی اجازت سمجھا جائے۔"[10]

تو اس حدیث مبارکہ میں گھر کے سرپرست کی ذمہ داری بتائی گئی کہ ماتحت افراد کے نکاح، بیاہ بھی اسی کے ذمہ ہیں بلکہ عورتوں کے حقوق کو مردوں کے حقوق کے برابر قرار دیا۔

iii "اور انصاف کیساتھ عورتوں کے مردوں پر حقوق ہیں"[11]
جو لوگ اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھے طور پر رہتے ہیں ان کو معاشرہ کا اچھا انسان کہا گیا ہے۔

iv "تم میں سے اچھا وہ ہے جو گھر والوں کے لیے اچھا ہے اور میں تم میں اپنوں کیلئے بہترین ہوں"[12]
یعنی انسان کی اچھائی اور حسن وسلوک کے حقدار سب سے زیادہ اس کے گھر والے ہیں اور جو حضرات اپنے دوستوں کے ساتھ اور کاروباری ساتھیوں کیساتھ تو بڑی ملن ساری مہربان اور شفیق ہوں لیکن اپنے گھر والوں کیساتھ اس درجہ مہربان نہ ہوں تو وہ اسلام کی نظر میں اچھائی سے تہی دامن ہیں۔

خاندانی نظام میں پائے جانے والے افتراق اور ان کے اسباب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا اور پھر ان دونوں سے اقوام عالم کو آباد فرمایا جس سے انسانی خاندان قبائل اور قوموں کا تصور ابھرا۔

i "اے لوگو! رب سے ڈرو جس نے ایک آدمی سے پیدا فرمایا اور اسی سے اس کی بیوی کو بھی"[13]
معاشرے میں اہم ترین اور اصلی رکن گھرانہ اور خاندان کا تشکیل دینا یہی انسانوں، قبیلوں اور امتوں کی خوش بختی یا بد بختی کا بڑا سبب ہے۔ اس لیے اسلام نے خصوصی طور پر خاندان کی سلامتی اور رشد وہدایت کی طرف توجہ دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خاندان اور قبائل تو صرف پہچان کے لیے بنائے ہیں۔

ii "تمہارے قبائل تو تعارف کیلئے ہیں"[14]
اللہ تعالیٰ نے تو خاندان، قبیلے اور قومیں اس لیے بنائی کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ لیکن ہم ان خرافات میں کھو گئے کہ جن سے نظام زندگی اور آپس کے تعلقات بگاڑ کا شکار ہو گئے۔ اور اس خاندانی نظام کے بگاڑ اور افتراق وانتشار کی کئی وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں۔

iii قبائل اور خاندانی برتری کی سوچ بھی ایک خاندانی نظام میں بہت بڑے بگاڑ کا سبب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک مرد اور ایک عورت سے تخلیق فرمایا جس میں بنیادی عنصر یہ ہے کہ کسی میں کوئی برتری کا سبب نہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں فرمایا اور تفاخرات کو قدموں تلے روند ڈالا اور ارشاد فرمایا

iv "لوگو! سن لو تمہارا خدا ایک ہے۔ کسی کو کوئی فضیلت نہیں مگر پرہیز گاری پر۔

v لسانی اور عصبیت پرستی بھی خاندانوں کی اصلاح میں بڑی رکاوٹ ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمام زبانوں کو اپنی نشانی قرار دیا تو گویا کوئی بھی زبان کسی خاندان کے امتیاز کا سبب نہ ہے

vi "تمہارے رنگ اور زبان کا مختلف ہونا علامات الٰہیہ ہیں"[15]

اللہ تعالیٰ نے تو انسانی زبانوں اور علاقائی اعتبار سے مختلف رنگوں کو اپنی نشانی اور علامت قرار دیا کہ یہ میری قدرت کے شہکار ہیں جبکہ یورپ، امریکہ اور افریکہ میں سفید اور سیاہ فام کی جنگ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ۔حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی کے ظاہر کو نہیں دیکھتا بلکہ انسان کے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔

vii "اللہ تمہاری صورت ومال کی بجائے عمل ودل ملاحظہ کرتا ہے"[16]

ایک دوسرے کی جاسوسی اور بدگوئی بھی خاندان کی اصلاح میں ایک نقصان کا پودا اگانے کا کام کرتی ہے۔ تقریبا ہر خاندان میں کچھ لوگ ایک دوسرے کی جاسوسی اور کمزوری کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور موقع پاتے ہیں اس کو اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر سخت وعید فرمائی ہے۔

viii "اے لوگو! بدگمانی سے بچو"[17]

اللہ کے محبوب ﷺ نے کسی کا عیب دیکھ کر چھپانے کی ترغیب دی اور ارشاد فرمایا

ix "جس نے کسی کا عیب دیکھا اور پھر اس پر پردہ رکھا تو گویا اس نے کسی دفن شدہ لڑکی کو زندگی کر دیا"

x خاندانی بربادی میں مغربی ممالک کی پیروی: خاندان کی بربادی مغربی ممالک کی پیروی میں چل کر بہت سے گھرانے ویران ہوئے جیسے ہم جنس پرستی، جرائم، لڑکیوں اور لڑکوں کی آزادی کے نام پر بے راہ روی ان خاندانوں کی بربادی میں مشکلات بڑھانے کا بڑا ذریعہ ہے۔ اور لوگ اپنی حوس پرستی

میں اپنوں سے بہت دور ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ بات قطع تعلقی تک پہنچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

xi "زمین میں فساد اور قرابت داروں سے قطع تعلقی نہ کرو"[18]

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے قطع تعلقی کو خاندانی فساد کا ذریعہ قرار دیا۔ اب اگر خاندانی زندگی میں غور کریں تو ہر خاندان یہی کہتا نظر آتا ہے کہ ہم اپنے رشتہ داروں سے بے زار ہیں ان سے کوئی تعلق استوار نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم تو اپنی اولادوں کے معاملہ میں بھی رشتہ داروں سے کوئی رشتہ نہیں جوڑنا چاہتے حالانکہ یہ سوچ اور فکر خاندان کو بگاڑ اور افتراق وانتشار کا شکار کرتی ہے۔

xii تقلید مغرب: خاندانی نظام کے زوال کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کیا آج معاشرہ بالخصوص عورت مغرب کی اندھی تقلید کرتے ہوئے چند پر فتن اور لغو نعروں میں بہک گئی ہر کوئی حدود و قیود سے آزاد زندگی گزارنا چاہتا ہے جہاں کوئی فرائض نہ ہوں یہی وجہ ہے کہ اولاد والدین کی محبت اور شفقت سے محروم جبکہ والدین کو اولاد کی طرف سے بے ادبی عدم برداشت کے رویوں کو سامنا ہے۔ ذرا غور کریں تو اس آزادی کا جائزہ کچھ یوں لیا جاسکتا ہے کہ اگر عورت گھر میں اپنے شوہر اور بچوں کے لیے کھانا بنائے گھر کی صفائی کا انتظام کرے تو اپنے آپ کو قید میں سمجھتی ہے۔ جبکہ جہازوں میں لوگوں کی غلیظ نظروں کا شکار ہو، ہوٹلز پر غیروں کے سامنے برتن اٹھاتی، کھانا پیش کرتی، ٹشو کے ڈبے سامنے کرتی اور اوباش لوگوں کے لیے ٹیبل صاف کرتی ہوئی اپنے آپ کو آزاد سمجھتی ہے۔ عورت کی اسی سوچ نے خاندان میں اصلاح کے مسدود کریا ہے۔

xiii معاشرتی بے راہ روی کی بگاڑ: خاندانی نظام کے بگاڑ کا ایک سبب دن بدن بڑھتی ہوئی معاشرتی بے راہ روی بھی ہے۔ بدقسمتی سے کچھ عرصہ سے میڈیا اور سوشل میڈیا نے جو طوفان بدتمیزی جس تیزی سے مچا رکھی ہے وہ معاشرے کو بے راہ روی کا شکار ہی کر رہی ہے۔ الیکٹرونک میڈیا پر دیکھائے جانے والے ڈرامے جن میں خلع، طلاق، حلالہ، ناجائز تعلقات، جیسے معاملات دیکھائے جاتے ہیں تو دوسری طرف feminist سوچ کی حامل سماجی تنظیمیں اپنے خوش کن نعروں میں عورت کو گھر سے بے زار کر دیا۔

xiv علمی ترقی یا غیرت کا جنازہ: بڑے بڑے تعلیمی اداروں میں مخلوط نظام تعلیم سے جو علمی ترقی کو عروج مل رہاہے یا مسلم غیرت کا جنازہ نکالا جارہاہے اس کو کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا شخص بڑی آسانی سے سمجھ سکتاہے۔ مخلوط نظام تعلیم میں جس قدر فحاشی، عریانی، بے راہ روی اور اپنی اقدار سے دوری اور اسلامی روایات سے نفرت عروج پکڑ رہی ہے اوراپنی خاندانی روایات کو دقیہ نوسیت خیال کرتے ہیں۔ تو یہ بھی خاندانی اصلاح میں افتراق وانتشار کا ایک بڑا سبب ہے۔

xv گلوبلائزیشن کا بھوت: خاندانی ربط و تعلق اجتماعی و معاشرتی نظام ہماری روشن روایات اور امتیازات میں سے ہیں۔ جبکہ یہ ماڈرن ازم کے دلدادہ طوفان مغربیت کا شکار ہوگئے حالانکہ جو خرابی کسی ایک معاشرہ میں پائی جائے دوسروں کے لیے اس سے عبرت ہوتی ہے۔

xvi "عقل مند وہ جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے ناکہ خود انہیں غلیظ افکار و نظریات کا شکار ہو کر عبرت کا نشان بنے"[19]

عقل مندی کی علامت میں ہے کہ جو خرابی کسی دوسرے میں ہے اس سے بچ سکیں لیکن عجیب بات ہے کہ ہم ان (یورپ، امریکہ) کی پیروی میں فخر محسوس کرتے ہیں جن کا اپنا فیملی سسٹم پوری طرح برباد ہو چکاہے جہاں حیاء، پردہ، اپنا یا غیر کا تصور ہی مفقود ہو چکاہے۔

یہی حال ہمارے معاشرہ کاہے کہ بن سوچے سمجھے کسی چیز میں بھلائی ہے یا برائی ہم نے جو دنیا کو کرتے دیکھا یاسنا اسی کی تقلید کی۔ یہ بھول گئے کہ ہماری اقدار کیا ہیں۔ حضور ﷺ گویا ہوئے۔

"اپنے اگلوں سے (یہود و نصاریٰ) کی پیروی کروگے (بن سوچے سمجھے) کہ اگر وہ گوہ کی بل میں داخل ہوں گے تو تم بھی ان کے پیچھے داخل ہو جاؤ گے"[20]

xvii آتش فشانی دل: بعض لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ ان کا دل اپنے رشتہ داروں سے اس قدر حسد و بغض سے بھرا ہوا ہوتاہے کہ ان سے قطع تعلقی کے ساتھ عداوت و دشمنی اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ خوشی غمی پر شریک ہونا بھی گوارا نہیں ہوتا جبکہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

xviii "جو تجھ سے دور ہو تو اس کے قریب ہو جا اور تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے اور جو تیرے ساتھ برائی کرے تو اس کے ساتھ اچھائی کر"[21]

بلکہ رشتہ داروں کیساتھ حسن سلوک کو رزق اور عمر میں برکت کا سبب قرار دیا۔

"جو آدمی یہ پسند کرے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت ہو اسے چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں کیساتھ حسن سلوک کرے۔[22]

خاندانی نظام کے اصلاح طلب پہلو:

انسان کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر فوقیت علم کی بنیاد پر عطا فرمائی اس لیے کہ علم نور ہے اور جہالت تاریکی، علم بینائی ہے اور جہالت اندھاپن، علم ٹھنڈی چھاؤں ہے اور جہالت سلگتی ہوئی دھوپ، علم حیات ہے جبکہ جہالت موت ہے

i "اور اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ تاریکیاں اور نہ نور (برابر ہو سکتے ہیں) اور نہ سایہ اور نہ دھوپ اور نہ زندہ لوگ اور نہ مُردے برابر ہو سکتے ہیں، بیشک اللہ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے، اور آپ کے ذِمّے اُن کو سنانا نہیں جو قبروں میں (مدفون مُردوں کی مانند) ہیں (یعنی آپ کافروں سے اپنی بات قبول کروانے کے ذمّہ دار نہیں ہیں)"[23]

ii "جن اور انسان اللہ کی بندگی کے لیے ہیں"[24]

تو گویا آدمی کے لیے اصلاح اور فلاح کا سب سے پہلا زینہ اپنے عقائد کو درست کرنا اور اپنے رب پر یوں ایمان لانا کہ اپنے اقوال، افعال، کردار، گفتار میں رب کی بندگی اور اطاعت کا پر تو نظر آئے کہ انسان اپنے رب کے فرامین کے مطابق اپنی اصلاح کرے اور نفس میں پائی جانے والی خرافات اور خرابیوں سے بچنے کی کوشش کرے۔

iii اسلامی خاندان کا تصور اصلاح: اسلام نے خاندان ہی کیا بلکہ تمام مسلمانوں کو ید واحد اور جسد واحد کی طرح قرار دیا کہ جب سب انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں تو پھر کسی کو کسی پر کیا فوقیت بلکہ انسان کا خود بچانے کے ساتھ ساتھ اپنوں کو دوزخ سے بچاؤ اور ان کی اصلاح کی کوشش کرے۔

iv "اے لوگو! خود کو اور اپنوں کو دوزخ سے بچاؤ"[25]

فرمایا کہ تمام جسد واحد ہیں کہ جب کسی حصے کو تکلیف ہوتی ہے پھر سارا بدن بے قرار ہو جاتا ہے۔ اسلام نے ایسے خاندان اور نظام حیات کا تصور پیش کیا ہے جس میں دوسروں سے ہمدردی اور احساس اور ان کے جذبات کا خیال کرنا اپنی ذات جیسا ہو۔

مگر انتہائی قابل افسوس بات یہ ہے کہ اسلام تو تمام امت مسلمہ کو ایک جسم قرار دیتا ہے جبکہ اب مقتدر افراد اپنے ذاتی مفادات کے پیش نظر اپنوں کا کشت وخوں بہانا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا جیسے کشمیر کی تڑپتی لاش کسی کو نظر ہی نہیں آتی شام و عراق کے سلگنے کی حرارت کسی حاکم تک پہنچی ہی نہیں اور ہندوستان و برما کے مسلمانوں کے معصوم بچوں کے ٹکڑے کسی کو دیکھائی ہی نہیں دیتے چاہیے تھا کہ ایسے ماحول میں مسلم حکومتیں مل کر جہاد کا اعلان کرتیں اور امت کو تحفظ دیتی لیکن اغیار کے کھوکھلے نعروں سے خوش ہو کر امت کو سلگتی آگ میں جھونس رہے ہیں۔

v عصبیت و لسانیت میں اصلاح: جب تمام انسان برابر ہیں تو کسی کو کوئی برتری حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے حضور ﷺ نے خطبہ میں عصبیت اور لسانیت کا قلع قمع فرما دیا اور فرمایا جاہلیت کی تمام رسمیں میں نے اپنے پاؤں تلے روند ڈالی اور یہ درس دیا کہ ہمیشہ حق بات کہو

اس فرمان عالی شان میں اللہ تعالیٰ نے عصبیت پسندی سے منع فرمایا دیا اور حق بات کہنے کی تلقین فرمائی اسی طرح اسلام نے دوسروں کے بارے میں برا سوچنا بھی منع کر دیا۔

vi "ایک دوسرے کا تجسس نہ کرو"[26]

vii حسد اور کینہ کا علاج: اللہ کے محبوب ﷺ نے دوسروں کے بارے میں برا کہنے برا سوچنے اور بری رائے قائم کرنے سے منع فرمادیا بلکہ جو برائی کے جزبات سینے میں موجود ہو ان کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا کہ برے جذبات تمہارے نامہ اعمال کو راکھ کر دیتے ہیں۔

viii "حسد اعمال حسنہ کو برباد کر دیتا ہے جیسے آگ راکھ بناڈالتی ہے لکڑی کو"[27]

اور حسد و کینہ سے بچنے کا علاج یہ ہے کہ ایک تو دوسروں کے بارے میں اچھا سوچے اور ان کے بارے میں اچھائی کے خیالات رکھے تنہائی میں بیٹھ کر ان کے لیے دل سے دعامانگے اللہ ان کو عزت، صحت، رزق کی برکت اعمال حسنہ کی توفیق عطا فرمائے۔ چند بار یہ عمل دہرا کر دیکھیں جن سے آپ کو کینہ یا حسد ہے آپ کا دل کینہ سے پاک ہو جائے گا۔

ix دوسروں کی کمزوریاں اچھالنے کی بجائے پردہ پوشی اختیار کرنا: اکثر اوقات خاندان کے دیگر افراد کی کمزوریاں پکڑناان کو اچھالنالوگوں کو بڑا مرغوب لگتا ہے جبکہ اس معاملہ میں اصلاح فرماتے ہوئے نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"جو بندہ دوسروں کا عیب دیکھے اور پھر اس پر پردہ ڈالے گویا اس نے کسی زندہ دفن شدہ لڑکی کو زندہ کر دیا۔

x تقلید اغیار سے براءت اور خاندانی اصلاح: اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی رحمت ہی کامل نمونہ ہیں۔

xi "تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ بہترین اسوہ ہے"[28]

اس آیت مبارکہ میں زندگی کے ہر میدان میں ایک کامل نمونہ ہمیں عطا فرمایا تو حکم دیا کہ قابل تقلید ذات فقط رسول اللہ ﷺ کی ہے

xii "فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا"[29]

ماتحت افراد کے معاملہ میں اصلاح اسلام نے ہر خاندان کے نگاہبان پر لازم کیا ہے کہ وہ اپنے ماتحت افراد کے حقوق کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرے اور انصاف کرے۔ فرمان رسول ﷺ ہے۔

xiii "تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں سوال کیا جائے گا"[30]

ہمارے معاشرہ میں بیٹیوں کو جائیداد نہ دینا یہ ظلم کی داستان ہے جو تقریباً اکثر خاندانوں میں ایک (غلط) اصول بن چکی ہے جبکہ فرمان رسول ﷺ ہے:

xiv "جو وراثت میں کسی کا حق مارلیتا ہے اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا اتنا حصہ کاٹ لے گا"[31]

کیونکہ کسی کے گھر بیٹے یا بیٹی کا پیدا ہونا، نہ بچے کے اختیار میں ہے اور نہ ہی والدین کی مرضی سے ہوتا ہے۔ بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے اور اسی کی قدرت اختیار میں ہے کہ کسی کو بیٹے دے یا بیٹیاں دے یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں دے یا کچھ بھی نہ دے۔ تو جب انسان کی اپنی مرضی سے بیٹا یا بیٹی نہیں ہوتا یہ اس کے گھر میں اللہ کی طرف سے اولاد کا انعام عطا کیا گیا ہے اور وراثت کا حق بھی اولاد کو اللہ نے عطا فرمایا ہے تو پھر یہ نعمت اولاد کی ناشکری اور اللہ کی عطا اور اطاعت سے انکار ہے۔ کہ کس اصول پر انسان بیٹوں کو وراثت دیتا ہے اور بیٹیوں کو محروم کرتا ہے۔ اس تقسیم وراثت میں انسان کو اصلاح کرنی چاہیے۔

xv رشتہ داروں سے قطع تعلقی اور اصلاح: انسان کو جو رشتے ملیں ہیں وہ انسان کی اپنی مرضی سے نہیں ہوتے مثلاً کسی کا کسی خاندان میں پیدا ہونا یہ پیدا ہونے والے کے اختیار سے نہیں ہوتا جو رشتے اسے ددھیال یا ننھیال کی طرف سے ملیں ہیں وہ اللہ کی عطا سے ہیں اور انسان قطع تعلقی کر کے ان اللہ کے عطا کردہ رشتوں کو توڑتا ہے اگر اس کا پیدا ہونا کسی اور خاندان میں بہتر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسی خاندان میں پیدا فرماتا تو جس خاندان میں اللہ نے اسے پیدا کیا ہے وہی اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اس سے اچھا اس کے لیے کوئی دوسرا خاندان نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ نے اپنے قدرت و اختیار سے کیا ہے۔ اور فرمایا!

xvi "جو رزق اور عمر کی برکت چاہتا ہو وہ اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرے"[32]

xvii معاشرتی بے راہ روی میں خاندان کی اصلاح: معاشرہ میں پائی جانے والی خرافات اور خرابیوں پر انسان توجہ دے اور ان سے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بچانے کی کوشش کرے اس لیے کہ

اللہ تعالیٰ نے انسان پر اس کے اہل خانہ کی اصلاح کی ذمہ داری بھی ڈالی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

۔

xviii "اے اہل ایمان !خود کو اور اہل کو دوزخ سے دور رکھو"[33]

اور یہ عمل اس وقت انسان بہتر انداز میں انجام دے سکتا ہے جب خود کے لیے اور اہل وعیال کے لیے آخرت کے بارے میں فکر مند ہو گا جواب دہی کے لیے تیار ہو گا۔ فکر آخرت جو انسان کی سمت کو درست کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ تھا اب وہ ذہنوں سے محو ہو تا جارہا ہے اس لیے اب انداز ہے کہ رب ہے تو سب ہے رب نہیں تو کچھ بھی نہیں اس سوچ سے بچنے کے لیے فکر آخرت ضروری ہے۔

xix جواب دہی کے ذریعے اصلاح کا تصور: اسلامی تصور خاندان میں فکر آخرت کو مرکزیت حاصل ہے جب بندہ آخرت میں اللہ کے حضور جواب دہ ہونے پر ایمان رکھے گا تو لا محالہ آخرت کی تیاری کچھ اس انداز میں کرے گا کہ دوسروں کے حقوق و فرائض کو رائیگاں ہونے سے بچائے گا اور کوشش کرے گا کہ ہر حق دار کا حق ذمہ داری سے پہنچائے اور کسی کے گناہ کا بوجھ اپنے کندھوں پہ لے کر اللہ کی بارگاہ میں شرمندہ ہونے سے بچ سکے۔ اس عقیدہ سے بندے کے عمل میں اخلاص، احساس، ہمدردی، حسن سلوک، اور خیر خواہی کے جذبات جنم لیں گے۔ اور اسی میں دنیاو آخرت کی فلاح و نجاح ہے۔

حوالہ جات:

1. ترمذی ،محمد بن عیسی ،الجامع ،الرقم الحدیث: 2685
2. طاہر القادری،ڈاکٹر،مقدمہ سیرت الرسول ﷺ ،ج3،ص78
3. المشکوۃ المصابیح ،باب الخلع و الطلاق ، ص283
4. مسلم بن حجاج ،الجامع الصحیح ، الرقم الحدیث 1026
5. الترمذی ، محمد بن عیسی ، الجامع ، الرقم الحدیث 1161
6. النساء 34/4
7. مسلم بن حجاج ، الجامع الصحیح ، الرقم الحدیث 1436
8. النساء 34/4
9. البخاری ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ، الرقم الحدیث 853
10. مشکوٰۃ المصابیح ، باب الولی فی النکاح ، ص270
11. البقرۃ 228/2
12. ترمذی ، محمد عیسی ، الجا مع ، باب النکاح ، الرقم الحدیث790
13. النساء 1/4

[14]. الحجرات 13/49
[15]. روم22/30
[16]. مشکوٰۃ المصابیح ، کتاب الرقاق،ص:375
[17]. الحجرات 12/49
[18]. محمد 22/47
[19]. السیوطی ، جلال الدین ،درمنثور، ص215/4
[20]. مشکوٰ ۃ المصابیح ، الرقم الحدیث 5126
[21]. مسلم ،مسلم بن حجاج ، الجامع ، الرقم الحدیث 3769
[22]. احمد بن حنبل ، المسند ، 266/3
[23]. فاطر 35/19-22
[24]. الذاریات 56/51
[25]. النساء 1/4
[26]. الحجرات 22/66
[27]. ابی داؤد ،سجستانی ، السنن، الرقم الحدیث 4903
[28]. الاحزاب 21/33
[29]. آل عمران 31/3
[30]. بخاری ، محمدبن اسماعیل ، الجامع ، الرقم الحدیث 893
[31]. عبداللہ بن محمود ، الاختیار لتعیل المختار ج،ص85/5
[32]. احمد بن حنبل ، المسند ، 266/3
[33]. تحریم آیت66 /6